اصحابِ ثلاثہ پر اعتراضات کے جوابات

تطہیر الجنان عن مطاعن

العُمرین و ابنِ عفان

تصنیف لطیف

حضور فیض ملّت مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح مُفتی

فیض احمد اویسی رضوی

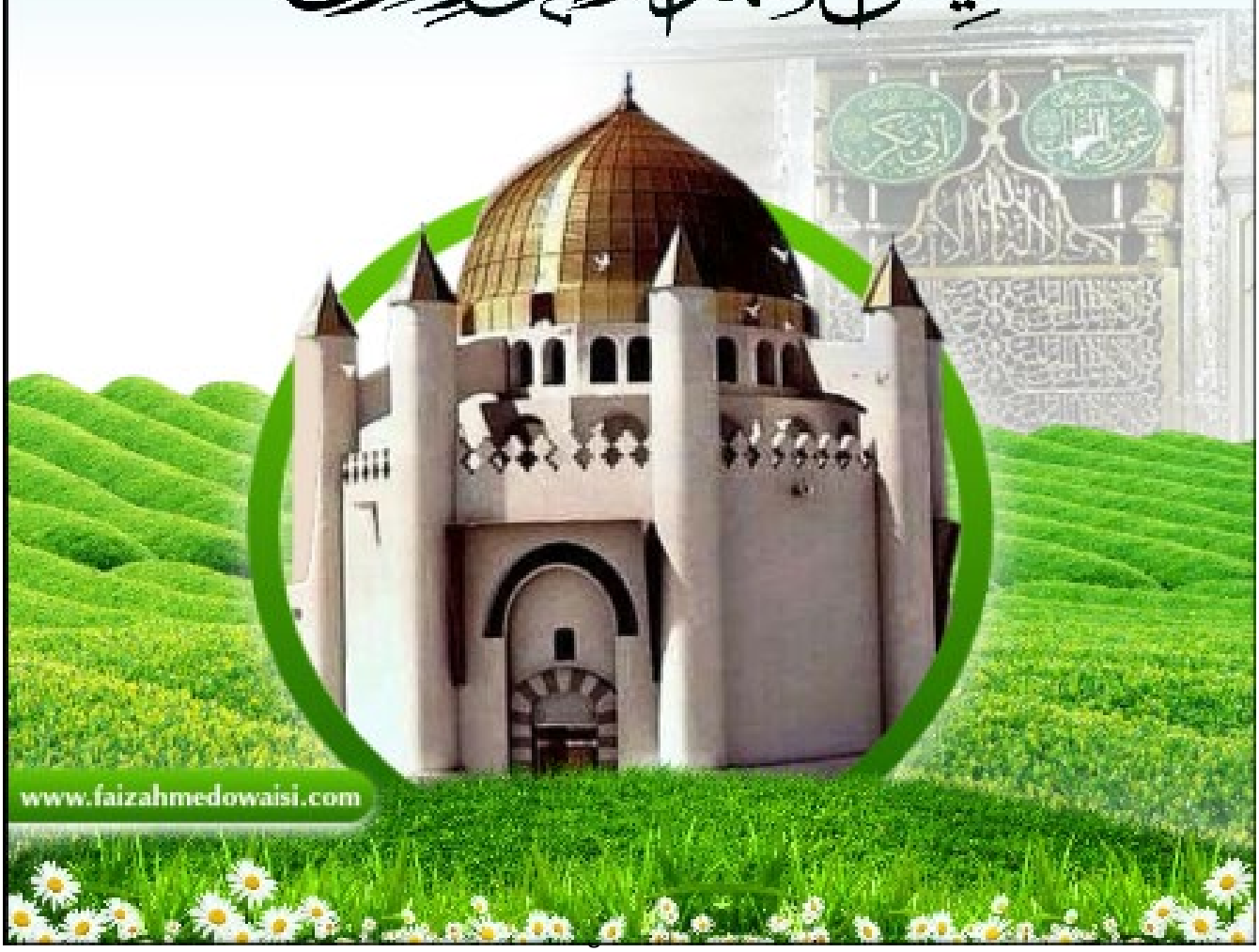

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احمدک یامحمود الکل المحامد لک والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علیٰ رسولک وعلیٰ اٰلہٖ الطیبین واصحابہ الطاھرین

امابعد! چند مطاعن (اعتراضات) بر اصحابِ ثلاثہ منجانب شیعہ میری نظر سے گزرے بحیثیت محب صحابہ واہل بیت مجھ پر فرض عائد ہوتا تھا کہ میں اپنے زورِ قلم سے مخالف کو منہ توڑ جواب دوں چنانچہ ایک نشست میں مطاعن مع تردید حوالہ قلم کرتا ہوں۔ پیش از تحریر ایک مقدمہ ملحوظ خاطر رہے۔

مقدمہ

فصل ۱ اہل سنت کے نزدیک خلافت کے لئے معصوم ہونا شرط نہیں اور شیعہ خلافت کے لئے عصمت شرط قرار دیتے ہیں اور دلیل میں "لَا يَنَالُ عَهۡدِي الظّٰلِمِيۡنَ"[1] (میرے عہد خلافت کو ظالمین نہیں پاسکتے) پیش کرتے ہیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں امامت (خلافت) کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عہدۂ امامت کو ظالمین نہیں پاسکیں گے اس سے ثابت ہوا کہ ظالم خواہ گناہ صغیرہ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو تب بھی خلافت کا مستحق نہیں اور خلفاء ثلاثہ تو صغیرہ نہیں بلکہ کبائر کے مرتکب ہوئے۔

جواب ۱ یہاں پر ظالم سے مراد کافر ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ "المطلق إذا اطلاق يراد به الفرد الكامل" یعنی مطلق جب مطلق یعنی بلا قید و تخصیص واقع ہو تو اس سے کامل فرد مراد لیا جاتا ہے اور یہاں پر ظالمین بلا قید و تخصیص واقع ہوا ہے اور ظلم کا فرد کامل مشرک ہے۔ (كما قال الله تعالىٰ): "اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ"[2] (یعنی بیشک شرک ظلم عظیم ہے۔) جس سے ثابت ہوا کہ امامت کی نفی کافر سے کی جارہی ہے نہ کہ مومن سے اور اصحابِ ثلاثہ پر گناہوں کے الزام کا جواب عنقریب آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جواب ۲ عہد سے مراد امامت نہیں بلکہ نبوت ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال سے ثابت ہورہا ہے کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اِنِّيۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ"[3] (یعنی بیشک میں تجھے اے ابراہیم علیہ السلام لوگوں کا امام بنانے والا ہوں) تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا "وَمِنۡ ذُرِّيَّتِيۡ ؕ"[4] (یعنی جس

---

[1] البقرة: 124
[2] لقمان: 13
[3] البقرة: 124
[4] البقرة: 124

طرح مجھے نبوت کا مقام بخشا میری اولاد کو بھی عنایت ہو۔) اللہ تعالیٰ نے فرمایا نبوت بہت بلند مقام ہے یہ ظالم خواہ کافر ہو یا مومن غیر معصوم کو نہیں دوں گا۔ یہ جواب اُس وقت دیا جائے جبکہ ظالم کو عام رکھا جائے۔

فصل ۲ اہل سنت کے نزدیک خلافت کے بارے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ امام (خلیفہ) افضل ہو کیونکہ بسا اوقات مفضول کو امامت و خلافت کے معاملات افضل سے زائد معلوم ہوتے ہیں اور وہ مفضول سے زیادہ تجربہ کار اور ماہر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت وصال خلافت کا مسئلہ چھ حضرات کی رائے پر چھوڑا حالانکہ ان میں کچھ افضل تھے اور کچھ مفضول۔

شیعہ کے نزدیک ضروری ہے کہ خلیفہ اپنے اہل زمان سے افضل ہو۔

فصل ۳ ہمارے نزدیک امام (خلیفہ) میں ذیل کے اوصاف سے موصوف ہونا ضروری ہے۔

★مسلمان★ آزاد★عاقل★بالغ★سیاست دان★اُمورِ شرعیہ کی دانست★احکامِ الٰہیہ کے اجراء★حدودِ اسلام کے حفظ★ظالم سے مظلوم کے انصاف پر قادر ہو۔[5] (کذا فی النبراس علی شرح العقائد)(والتفصیل فی المطولات)

باب اول

در مطاعن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طعن اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وراثت نہ دی حالانکہ یہ تو حکم الٰہی سے روگردانی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ [6]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کی وراثت کی تقسیم کا۔

طعن دوم سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باغِ فدک دینے سے بھی انکار کر دیا حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ فدک مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہبہ فرمایا اور اس دعویٰ پر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گواہ پیش کیا جبکہ حسنین کریمین اور اُم ایمن اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کو گواہ بنا کر پیش کیا۔

---

[5] (النبراس علي شرح العقائد، الكلام في الإمامة، ص 667، مكبتة ياسين، استنبول، الطبعة الأولي: 20121433)

[6] النساء: 11

جواب از طعن اول وثانی

(۱)حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث صحیح پر عمل فرمایا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی کہ "نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوَرَّثُ ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ " [7](رواہ البخاری) یعنی ہم انبیاء علیہم السلام وہ حضرات ہیں کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ ہم چھوڑ کر جاتے ہیں وہ خیرات وصدقہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حدیث سنی تو اس کا مطالبہ چھوڑ دیا یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت صدیقہ اور دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو حصہ نہیں دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً حضرت علی اور حضرت اور عباس وابن عباس ودیگر جلیل القدر اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سنی جس پر کسی نے انکار نہیں کیا تو اس حدیث کو اجماعِ صحابہ واہل بیت کا رتبہ حاصل ہے جو کسی قیمت پر ٹھکرائی نہیں جاسکتی اور اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی آیت "وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ " [8]"اور سلیمان داؤد علیہما السلام کے وارث ہوئے اور سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں" سے بھی تائید ہوتی ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی وراثت علم کو قرار دیا گیا نہ کہ مال ودولت کو۔

اور فدک کے دعویٰ میں ہبہ کے گواہ پیش کرنا اگر صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہوں تب بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ قرآن کریم نے فرمایا: "وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ "[9]اور فرمایا: " وَأَشْهِدُوا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنكُمْ "[10]"یعنی دعویٰ کے دو گواہ لاؤ اور عادل" اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ بلند شخصیت ہیں لیکن قرآنی حکم کے مطابق نصاب کامل پورا نہ ہونے کی وجہ سے دعویٰ ثابت نہ ہوسکا یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلافت کے عہدہ پر فائز ہوئے تو فدک کا معاملہ اسی طرح برقرار رکھا جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیصلہ صادر فرماگئے ورنہ اپنی خلافت میں وہ مختار تھے۔ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد پر تقسیم فرمادیتے۔

اگر دعویٰ کے ثبوت کے لئے حسنین کریمین اور اُم ایمن اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بطورِ گواہ پیش ہونے کی بات ثابت ہوجائے تو بھی دعویٰ ثابت نہیں کیونکہ شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ اولاد اپنی ماں اور باپ اور آباؤ اجداد کے لئے گواہ نہیں بن سکتی۔ چنانچہ جب یہودی نے قاضی شریح کی عدالت میں اپنی زرہ سے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دعویٰ دائر کیا تو قاضی شریح نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گواہ طلب کئے تو آپ نے گواہی میں اپنے قنبر غلام اور شہزادہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا تو قاضی شریح نے فرمایا کہ اے شیر خدا قنبر کی گواہی تو مان لیتا ہوں کیونکہ اب وہ آزاد ہوکر آپ کا گواہ ہوا اور آپ کے شہزادہ کی گواہی قابلِ قبول نہیں چنانچہ آپ نے قاضی شریح کی بات تسلیم کرلی اور زرہ یہودی کو واپس لوٹادی الخ۔ [11]

(نور الانوار، صفحہ۱۱۰)

---

[7] (فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية، تفسير سورة مريم، تفسير قوله تعالى كهيعص ذكر رحمة ربك عبده زكريا إذ نادى ربه نداء خفيا۔ 882/1، دار المعرفة، سنة النشر: 1423هـ/2004م)

[8] النمل: 16

[9] البقرة: 282

[10] الطلاق: 2

[11] (نور الأنوار في شرح المنار وهو شرح على منار الأنوار، فصل شرائع من قبلنا، تقليد التابعي، 335/2، دار الكتب العلمية، 2017)

جب یہ بات طے ہوگئی تو اب فدک میں اُن کی گواہی کا اعتبار کیسا؟

علاوہ ازیں اُس وقت حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما چھوٹے بچے تھے اور شرعاً وہی گواہ ہوں گے جو بالغ ہو اور اُم ایمن اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں مل کر مکمل نصاب نہیں" وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ "(اور اپنے مردوں میں دو گواہ لاؤ پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں) لہٰذا بریں وجوہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فدک کے بارے میں ہبہ کا دعویٰ قبول نہ کرنا قرآنی فیصلہ کے عین مطابق تھا اس بناء پر اُن کا ظالم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

سوال﴾" يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ "[12] میں "كُمْ" جمع مخاطب ہے اور عموم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوتے ہیں جب تک کوئی قرینہ نہ پایا جائے۔

جواب﴾اس عموم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل نہیں کیونکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا" نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوَرَّثُ الخ"[13]

سوال﴾ آیت کے عموم کو خبر واحد سے خاص نہیں کیا جاتا جب آیت عام ہے تو خبر واحد سے خاص نہ کیا جائے۔

جواب﴾ آیت کے عموم کو خبر مشہور اور متواتر سے خاص کیا جاتا ہے جس کے مضامین فقیر اُویسی غفرلہٗ نے "احسن البیان فی مقدمہ تفسیر القرآن "میں دلائل سے ثابت کیا ہے اور یہ حدیث تو اجماعِ صحابہ اور اہل بیت کی رُو سے متواتر المعنی ہوگئی اور آیت کو عام کہاں تک رکھا جائے جبکہ قاتل اور مرتد محروم عن الارث ہیں "كما هو مذهب الثقلين "اور حدیث شریف میں ہے "لایرث القاتل"[14] (رواہ الترمذی) یعنی قاتل کو وراثت نہیں ملے گی۔ اور فرمایا "لا يتوارث اهل الملتين" (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ) یعنی دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوسکتے۔

سوال﴾جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی آیت سے عموم سمجھا تو وراثت طلب کر رہی ہیں تو پھر ماوشما (میں وتم) کون ہیں کہ نہ مانیں۔

جواب﴾صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجتہاد ٹھکرایا تو نہیں جاسکتا اور بالخصوص خاتونِ جنت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لیکن جب اُن کے اجتہاد کے سامنے خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہو تو پھر آقا کو ہی ترجیح رہے گی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے قیاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو امت کی اولاد پر قیاس فرمارہی تھیں جب خلیفہ برحق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے قیاس کے مقابلہ میں حدیث شریف پیش کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے آقا کا قول سن کر چپ ہوگئیں۔

---

[12] النساء: 11

[13] (فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية، تفسير سورة مريم، تفسير قوله تعالى كهيعص ذكر رحمة ربك عبده زكريا إذ نادى ربه نداء خفيا۔ 882/1، دار المعرفة، سنة النشر: 1423ھ/2004م)

[14] (مسند الإمام أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، مسند الخلفاء الراشدين، أول مسند عمر بن الخطاب رضي الله عنه، 49/1، الحديث: 348، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

(سنن الدارمي، كتاب الفرائض، باب ميراث القاتل، 478/2، الحديث: 3080، دار الكتاب العربي، سنة النشر: 1407ھ/1987م)

طعن سوم﴾ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی ایک مقام کا والی بنا کر بھیجا لیکن پھر انہیں معزول کر دیا لیکن یہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ معزول شدہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بوقتِ وفات خلیفہ مقرر کر کے گئے۔

جواب طعن سوم﴾ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس مقام کا والی بنایا گیا تھا وہاں کا کام ختم ہو گیا اور کام کے اختتام پر کسی کو واپس لوٹانے کا نام معزول کرنا نہیں اور نہ ہی یہ بات قابلِ اعتراض ہے اگر بفرضِ محال معزولی ثابت ہو تو بوجہ امر دیگر تھی نہ کہ ان کی اہلیت کی وجہ سے اور ان کی اہلیت کا کیا کہنا جبکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ "إِنَّ الْحَقَّ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ" [15] حق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔ اور قرآن کا نزول متعدد مقامات پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوا جسے فقیر نے ایک مستقل رسالہ میں جمع کیا ہے۔

طعن چہارم﴾ اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جیش (لشکر) سے پیچھے رہ گئے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال سے پہلے غزوہ کا امیر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرما کر تمام صحابہ کو ان کی قیادت میں جانے کا حکم دیا اور فرمایا جو نہ جائے گا وہ لعنتی ہو گا۔ اس غزوہ میں حضراتِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شریک نہ ہوئے۔

جواب﴾ ہماری تمام کتابوں میں نہایت پختہ دلائل سے ثابت کیا گیا کہ حضراتِ اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس غزوہ میں پیش پیش تھے اگر کوئی شاذ ونادر اور موضوع روایات کہیں ہوں تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔

طعن پنجم﴾ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چور کا دایاں ہاتھ کاٹا حالانکہ بایاں ہاتھ کاٹنا چاہیے تھا اور فجارہ سلمی کو ناحق آگ سے جلو دیا حالانکہ وہ بار بار کہتا کہ میں مسلمان ہوں اور کسی مجرم کو آگ سے سزا دینا گناہ کبیرہ ہے۔

جواب﴾ اولاً تو یہ روایاتِ صحیحہ نہیں اگر کسی وجہ سے ثابت بھی ہوں تب بھی چور کا دایاں ہاتھ کاٹنا جلاد کی غلطی متصور ہو گی نہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور فجارہ سلمی چونکہ زندیق تھا اور امامِ وقت کو شرعاً اختیار ہوتا ہے کہ وہ سیاستاً مجرم کو جس طرح سزا دے۔ علاوہ ازیں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہدین کے سرخیل تھے اُن کے اجتہاد نے اُسی طرح ان کو اجازت دی۔

طعن ششم﴾ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالک بن نویرہ کو اس غرض پر قتل کر دیا کہ اُس کی عورت سے شادی کریں گے چنانچہ اُسے قتل کر کے اس کی عورت سے رات ورات نکاح بھی کر لیا حالانکہ مالک بن نویرہ مسلمان تھے۔ پھر جب مقدمہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں پیش ہوا تو آپ نے خالد سے قصاص نہیں لیا۔

---

[15] (بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار، حديث آخر، ص102، دار الكتب العلمية بيروت/لبنان، الطبعة: الأولى، 1420هـ 1999م)
(فتح الباري شرح صحيح البخاري، قوله قصة فاطمة بنت قيس، 481/9، الحديث: 5325، دار المعرفة بيروت، 1379)

جواب﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد بہت سے لوگ مرتد ہوگئے یہ مالک بن نویرہ بھی منجملہ انہیں میں سے تھا چنانچہ اس نے زکوٰۃ کا مال اپنی قوم سے روک دیا۔ حضرت خالد کا قتل کرنا اس کے ارتداد کی وجہ سے تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصاص نہ لینا اس وجہ سے تھا۔ باقی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس عورت سے نکاح کرنا بھی شرعی طور پر تھا کہ جس کی چند وجوہات ہیں۔

★وہ عورت مالک کی مطلقہ تھی حضرت خالد نے عدت گزرنے کے بعد نکاح کیا۔

★یا وہ حاملہ تھی جب مالک مرا تو اس کا وضع حمل ہوا اور حضرت خالد نے وضع حمل کے بعد نکاح کیا۔

★رات ورات نکاح کرنے کی یہی وجہ تھی کہ مالک بن نویرہ نے طلاق کے بعد عدت گزارنے کے بعد بھی اس عورت کو اپنے قابو میں کئے بیٹھا تھا جیسا کہ ان لوگوں کی زمانۂ جاہلیت میں عادت تھی۔ اب اُس کے مرتے ہی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کر لیا تو عین شرع کے مطابق ہے۔ قطع نظر دلائل مذکورہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت پر کون وہم کر سکتا ہے کہ اُنہوں نے سیف اللہ کا درجہ پاجانے کے باوجود ایسی فاحش غلطی کس طرح کی ہوگی جسے ادنیٰ عقل والا کبھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔

طعن ہفتم﴾ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت کا حکم بھیجا تو اُنہوں نے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے گھر کو جلانے کا حکم دے دیا حالانکہ اسی گھر میں سیدہ فاطمہ کے علاوہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔

جواب﴾ یہ افتراء محض ہے کسی ایک روایت میں اسی طرح کا واقعہ نہیں باقی مطاعن اور ان کے جوابات فقیر کے رسالہ "رد الزندیق عن مطاعن الصدیق" میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب دوم

در مطاعن فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طعن اول﴾ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خمس اہل بیت سے روک دیا تھا حالانکہ اس کا ثبوت قرآن سے ہے۔

جواب﴾ اولاً تو اُن خمس سے روکنا کسی صحیح روایت میں ہے ہی نہیں اگر بفرضِ محال ثابت بھی ہو تو جن حضرات سے روکا ہوگا وہ دولت مند ہوں گے اور اجماع ہے کہ اغنیاء کے لئے خمس نہیں۔

طعن دوم﴾ متعہ کا ثبوت قرآن واحادیث صحاح میں موجود ہے لیکن اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کر دیا۔

جواب﴾ حضرت علی اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعہ کے منسوخ ہونے کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ اہل سنت کے علاوہ شیعہ کی احادیث کی صحاح میں موجود ہے۔

طعن سوم﴾ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج تمتع سے روک دیا۔

جواب﴾ تمتع کی ممانعت ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ صحابہ کا اجتہاد قابلِ گرفت نہیں۔

طعن چہارم﴾ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فدک کے متعلق حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جواب لے کر واپس لوٹیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نادم ہوئے اور ان کے لئے خط لکھا کہ جاؤ فدک تمہارے لئے ہے لیکن اس خط کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھاڑ ڈالا بلکہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسا سخت زدو کوب کیا کہ اُن کا حمل گر گیا اور مر گئی۔ (معاذ اللہ)

جواب﴾ "هذا بهتان عظيم" ایسی جعلی روایت ہے کہ جسے شیعہ علماء بھی ماننے کو تیار نہیں ہوں گے۔

باب سوم

در مطاعن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طعن اول﴾ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ اپنے رشتہ داروں کو حاکم بنا دیتے تھے حالانکہ وہ لوگ فاسق و فاجر ہوتے۔

جواب﴾ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معلومات میں وہ لوگ صالح اور نیک تھے اور جب عوام ذی شعور ایسی غلطی کے مرتکب نہیں ہو سکتے وہ تو جلیل القدر صحابی تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

طعن دوم﴾ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ اپنے رشتہ داروں کو مالِ غنیمت سے ان گنت مال دے دیتے تھے۔

جواب﴾ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غنا چار دانگ عالم ہے اور وہ اپنے مال سے جسے جیسے عنایت فرمائیں مالک تھے لیکن لوگوں نے بلا تحقیق حال اسے مالِ غنیمت سے سمجھ رکھا تھا۔

طعن سوم﴾ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چراگاہ (جہاں کہ عام جانور بھی چرائے جاتے ہیں) اپنے جانور کے لئے روک رکھا تھا۔

جواب﴾ وہ چراگاہ غنیمت کے جانوروں کی تھی چنانچہ جب اہلِ مصر نے آپ پر اس کے متعلق اعتراض کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا "إنما حمى الإبل الصدقة كما حمى رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم)"[16] یہ چراگاہ غنیمت کے جانوروں کے لئے مقرر فرمائی تھی پھر اُنہوں نے اعتراض کیا کہ وہ چراگاہ تو بالکل تھوڑی تھی اور آپ نے بہت وسیع میدان قابو کر لیا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: "لأن إبل الصداقة زادت" میں نے اس لئے وسعت دے دی ہے کہ صدقہ کے اونٹ بڑھ گئے ہیں۔ (كذا في تاريخ الخميس)

ان وجوہ سے اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطعون ہیں تو پھر انصاف کا جنازہ نکالنا چاہیے حالانکہ بعینہٖ یہی بات شیخین میں تھی۔

---

[16] (تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس، ذكر ما نقم علي عثمان مفصلا والاعتذار عنه بحسب الإمكان، 298/3، دار الكتب العلمية، 2009)

طعن چہارم﴾ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا مارا کہ وہ مر گئے اور اُن کے مصحف کو بھی جلا دیا اور حضرت عمار بن یاسر کی بھی خوب پٹائی کرائی اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہر بدر کرایا۔

جواب﴾ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مار مار کر شہید کر دینے کی بات محض افتراء ہے اور ان کے مصحف میں چونکہ تفسیری نوٹ تھے اور غیر متواتر قرأتیں تھیں اسی لئے اسے باتفاق صحابہ کرام (جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے) جلایا گیا جس کا مفصل تذکرہ مع سوال وجواب فقیر کی کتاب "احسن البیان" میں ہے اور حضرت عمار بن یاسر اور ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی غلطی کے تحت سزا دی جو امامِ وقت کو اختیار ہوتا ہے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ جمل و صفین میں بہت بڑے بڑے صحابہ کرام کو شہید کرایا۔

طعن پنجم﴾ حضرت عثمان نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قصاص معاف کر دیا اُنہوں نے ہرمزان اہواز کے سردار کو قتل کیا حالانکہ وہ مسلمان تھا۔

جواب﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہرمزان کو قتل کرنا اس کے ارتداد کی وجہ سے تھا کہ وہ مرتد ہو چکا تھا اور مرتد کو قتل کرنا ایک جلیل القدر صحابی کے نزدیک ضروری تھا اس لئے ان کے اس فعل سے ان پر قصاص لازم نہیں تھا اسی لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصاص کا حکم نہیں دیا۔

خاتمہ

قاعدہ ۱﴾ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مطاعن اکثر جعلی ہوتے ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

قاعدہ ۲﴾ اگر کوئی روایت صحیح بھی ہو تب بھی ان کے منصب اعلیٰ کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہے کہ ان کا اجتہاد ہمارے لاکھوں صواب (درست رائے) سے بہتر و برتر ہے۔

قاعدہ ۳﴾ ان کی غلطی اللہ تعالیٰ کے دربار میں غلطی نہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے "وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ "[17] اور "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ"[18] جیسے خطابات و انعامات عطا فرمائے ہیں۔

قاعدہ ۴﴾ شکوہ و غیبت کسی ایک کا جائز نہیں اور پھر صحابہ کرام کہ جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میرے صحابہ کو ایذا دیتا ہے وہ مجھے ایذا دیتا ہے اور جو مجھے ایذا دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے اسے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے۔

---

[17] اَلْحَدِيْد: 10 **ترجمہ:** اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔

[18] اَلتَّوْبَة: 100 **ترجمہ:** اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی

قاعدہ ۵ ہمارا زمانہ بہت دور کا زمانہ ہے۔ ہم اپنے زمانہ کے علماء کے متعلق بھی ایسی ویسی بات نہیں کر سکتے کیونکہ " لحوم العلماء مسمومة" علماء کا گلہ سم قاتل ہے۔ پھر ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم صحابہ کرام کا گلہ کریں۔

قاعدہ ۶ صحابہ کرام پر طعن بازی شیعہ کے نزدیک کوئی عبادت نہیں پھر خدا ترس آدمی بجائے اُن پر طعن زنی کے تسبیح و درود و نوافل میں مصروف رہے تو کتنا اچھا ہے۔

هذا ما رقمه قلم الفقير الاويسى غفرله ربه القدير

فصلى الله تعالىٰ على حبيبه سيد الاولين والاٰخرين وعلىٰ اٰله والطيبين وعلىٰ اصحابه الطاهرين خير البرايا بعد الانبياء والملائكة المقربين

مزید تفصیل منظور ہو تو فقیر کی کتاب "حق چار یار" پڑھئے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ